رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ THE ALFAZL QADIAN رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھو الناصر
مسجد برلن
مخلص بہنوں کے اخلاص کا نمونہ

مجھے مسجد برلن کے چندہ کے متعلق اعلان کئے ابھی ایک ماہ نہیں گذرا۔ کہ ہماری بہنوں کے اعلیٰ درجہ کے اخلاص اور بے نظیر ایثار کے سبب سے چندہ کی رقم بیس ہزار سے اوپر نکل چکی ہے ہماری جماعت ایک غریب جماعت ہے۔ اور درحقیقت ہمارے پاس ایمان اور محبت باللہ و محبت بالرسول اور صلحا کے متاع کے سوا کہ وہی حقیقی متاع ہے۔ اور کوئی دنیوی متاع اور سامان نہیں ہے۔ مگر باوجود اس کے صرف چند جماعتوں اور خاندانوں نے اس جلدی سے اس چندہ کو نصف کی حد تک پہنچا دیا ہے۔ اگر دوسری جماعتوں نے اسی اخلاص اور جوش سے چندہ دیا۔ تو مطلوبہ رقم سے بڑھکر انشاء اللہ چندہ ہو جائیگا۔ جس سے مسجد کی آبادی کا سامان بھی ہو سکیگا ۔

میں چاہتا ہوں کہ دوسری بہنوں کو تحریص دلانے کے لئے اور اس لئے کہ مخلصین کے اخلاص کا اظہار ہو کر جماعت میں ان کے لئے دعا کی تحریک ہو۔ بعض خاص خاص خاندانوں اور جماعتوں کے چندہ کا جنہوں نے قابل رشک نمونہ دکھایا ہے ذکر کردوں۔

قادیان سے باہر کے خاص چندوں میں سے سب سے اول نمبر پر کپتان عبدالکریم صاحب سابق کمانڈر انچیف ریاست خیرپور کی اہلیہ کا چندہ ہے۔ جنہوں نے اپنا کل زیور اور اعلیٰ کپڑے قیمتی ڈیڑھ ہزار روپیہ فی سبیل اللہ دیکر ایک نیک مثال قائم کی ہے ۔

دوسری مثال اسی قسم کے اخلاص کی چودھری محمد حسین صاحب صدر قانون گو سیالکوٹ کے خاندان کی ہے۔ ان کی بیوی بجاوج بہو نے اپنے زیورات قریباً سب کے سب اس چندہ میں دیدئے ہیں۔ جن کی قیمت اندازاً دو ہزار روپیہ تک پہنچتی ہے ۔

تیسری مثال اسی قسم کے اخلاص کے نمونہ کی سیٹھ ابراہیم صاحب کی صاحبزادی کی ہے۔ اس مخلص بہن نے بھی اپنے کل زیورات جو اندازاً ایک ہزار روپیہ کی قیمت کے ہونگے۔ چندہ میں دیدئے ہیں ۔

چوتھی مثال اعلیٰ درجہ کے اخلاص کی خان بہادر محمد علی خان صاحب اسسٹنٹ پولٹیکل افسر چکدرہ کی اہلیہ صاحبہ و دختر کی ہے۔ جنہوں نے اپنا زیور جس کی قیمت اندازاً ایک ہزار روپیہ سے زائد ہو گی۔ اس چندہ میں دیا ہے۔ بلکہ خان بہادر صاحب کی اہلیہ صاحبہ نے اپنی مرحومہ دختر کا ایک زیور بھی جو انہوں نے بطور یادگار رکھا ہوا تھا۔ مرحومہ کی طرف سے چندہ میں دیدیا ہے (بقیہ زیور مرحومہ کا جو ایک ہزار روپیہ سے زائد کا تھا۔ خان بہادر صاحب مسجد احمدیہ برلن کے لئے پہلے دے چکے ہیں)

پانچویں مثال اعلیٰ درجہ کے اخلاص کی حبی فی اللہ میاں عبد اللہ صاحب سنوری گرداور ریاست پٹیالہ کی بیوی اور بیٹی اور بہو کی ہے۔ جنہوں نے نہایت محدود ذرائع آمدن کے باوجود دو سو روپیہ سے اوپر چندہ میں بصورت نقد اور زیور دیا ہے۔ میاں عبد اللہ صاحب حضرت مسیح موعود کے سب سے قدیم صحابہ میں سے ہیں۔ اور اخلاص اور محبت میں ایسے بڑھے ہوئے ہیں۔ کہ خدمت سلسلہ کے جوش میں اپنی جان پر ظلم کرنے میں ہی عین راحت محسوس کرتے ہیں۔ اور یہی جوش اور اخلاص آگے ان کے گھر کے مرد و عورت میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ ان کے گھر کا یہ چندہ درحقیقت بہت سے آسودہ حال لوگوں کے لئے ایک واعظ ہے۔ کیونکہ اس سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے۔ کہ کس طرح مومن کو چاہیئے کہ اپنے ایمان پر ہی خوش نہ ہو۔ بلکہ اپنے بیوی بچوں میں بھی ویسا ہی جوش پیدا کرنے کی کوشش کرے۔

چھٹی مثال اخلاص کے اعلیٰ نمونہ کی ڈاکٹر اعظم علی صاحب جالندھری متوفی کی اہلیہ صاحبہ کی ہے۔ جنہوں نے پانسو روپیہ چندہ اس غرض کے لئے دیا ہے یہ بہن نہایت مخلص ہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ کہ ہمیشہ دین کی خدمت میں بیش از بیش حصہ لیتی رہی ہیں۔

ساتویں مثال اخلاص کی اہلیہ صاحبہ خان بہادر ملک خان صاحب نون اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر حال میر منشی فنانشل کمشنر صاحب بہادر پنجاب کی ہے۔ جنہوں نے پانسو روپیہ اس مد میں دیا ہے۔

آٹھویں مثال ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب امیر جماعت امرتسر کے خاندان کی ہے کہ ان کے گھر کی عورتوں نے ساڑھے تین سو روپیہ چندہ دیا ہے۔ اور ان کے صاحبزادے عزیزم ڈاکٹر محمد منیر صاحب لکھتے ہیں کہ ابھی اور چندہ کی اُمید ہے۔ ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب حضرت مسیح موعود کے قدیم خدام میں سے ہیں۔ اور انکی اولاد الا ماشاء اللہ اپنے اخلاص میں اپنے والد کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتی ہے اللہ تعالیٰ اس خاندان کو جسے یہ واحد خصوصیت حاصل ہے کہ اسکی پانچ پشتیں احمدیت سے تعلق رکھتی ہیں اپنے فضلوں کا وارث بنائے

نویں مثال میاں محمد الدین صاحب اصل باقی نویس کی بیوی اور بیٹیوں کی ہے کہ جنہوں نے ایک سو روپیہ سے زائد چندہ خود دیا ہے اور ارد گرد کے علاقہ میں مزید چندہ کی کوشش کر رہی ہیں میاں محمد دین صاحب نہایت مخلص اور پرانے لوگوں میں سے ہیں۔ اور تعلق محبت رکھتے ہیں۔ اپنا ایک بچہ کو جبکہ ابھی تعلیم پاتا ہے دین کی خدمت کے لئے وقف کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب چندہ دینے والی بہنوں کو اور دوسری بہنوں کو جن کا نام یہاں نہیں لکھا جا سکا اعلیٰ درجہ کے انعامات کا وارث کرے۔

جماعتوں کو مدنظر رکھ کر سیالکوٹ کی جماعت کی عورتوں نے نہایت اخلاص کا نمونہ دکھایا ہے۔ شہر سیالکوٹ کے حلقہ میں اڑھائی ہزار کی رقم بصورت زیور و نقد اس چندہ میں وصول ہوئی ہے۔ اور چوہدری محمد حسن صاحب کے حلقہ امارت سے قریباً تین ہزار روپیہ کا چندہ زیورات و نقدی کی صورت میں وصول ہوا ہے۔ گویا قریباً ساڑھے پانچ ہزار اس ضلع کے ایک حصہ سے وصول ہوا ہے۔ تیسرا حلقہ جو چوہدری عبد اللہ خان صاحب داتہ زید کا کی امارت میں ہے اور یہی حلقہ سب سے بڑا ہے۔ اس کے چندہ کے متعلق ابھی اطلاع نہیں ملی۔ مگر چوہدری صاحب کے خط سے معلوم ہوا ہے کہ وہ اس کے لئے دورہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں سے نیک ثمرات پیدا کرے۔

لاہور کی جماعت جو اپنے اخلاص میں بہت بڑھی ہوئی ہے اس کا چندہ ستائیس سو کے قریب ہوا ہے۔ جو جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ بہت کم ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کے احباب نے اپنی عورتوں میں اپنے اخلاص کی روح ڈالنے کی زیادہ کوشش نہیں کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کو پوری طرح سلسلہ کی اہمیت سے واقف کیا جاتا تو وہ ہرگز دوسری جگہ سے پیچھے نہ رہتیں۔ مگر مجھے بتایا گیا ہے کہ ابھی وہاں کی تحریک ختم نہیں ہوئی۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ لاہور کی بہنیں اپنی مرکزی حیثیت کو ضرور قائم رکھیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ ہمارے عزیز اور مخلص بھائی امیر جماعت لاہور چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو چاہیئے۔ کہ جماعت کے ہر حصہ کی علمی اور روحانی ترقی کی طرف توجہ رکھیں۔ اور ہمیشہ ان روحانی صورتوں کو اپنا اسوہ بنادیں۔ جو اسلام کی روحانی زندگی کے لئے بمنزلہ ستون کا کام دیتی رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔

دوسری جماعتیں بھی اپنے کام میں مشغول ہیں۔ لیکن اب تک ان کی رپورٹیں مکمل ہو کر نہیں آئیں اسلئے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

میں آخر میں اپنی عزیز بہنوں کو ایک دفعہ پھر توجہ دلاتا ہوں کہ ثواب کے دروازے کھلے ہیں۔ کام کا بہترین موقع ہے۔ اور تمہیں ملا ہے۔ اپنے حصہ کا بوجھ اٹھانے کی کوشش کرو۔ تا ہماری مستورات کو مشغولی سے وہ ذمہ داری جو ہم پر ڈالی گئی ہے۔ ادا ہو جائے۔ اے بہنو! مومن کی ہمت کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ تمہارے زیورات کے ڈبے بے شک چھوٹے ہیں۔ اور تمہارے بٹوے تنگ ہیں۔ مگر کیا اس کے مقابلہ میں تمہارے دل وسیع نہیں؟ جس دل میں خدا کی محبت اور اس کا عشق اور اس کی معرفت سما گئی ہو اس سے زیادہ وسیع دل اور کونسا ہو گا۔ پس جو کچھ تم آج کر سکتی ہو۔ وہ دنیا کے بادشاہ بھی نہیں کر سکتے۔ اپنے آپ کو اس قابل بناؤ۔ کہ اگر ہم لوگ خدا کے دین کی خدمت کے لئے تم سے علیحدہ کر دیئے جاویں۔ تو تم خود ہمارے بچوں کی ایسی تربیت کر سکو کہ وہ ہم سے بڑھ کر دین پر عمل کرنے والے اور اس پر فدا ہونیوالے ہوں۔ اور اسلام کا جھنڈا تمہارے ہاتھوں میں اگر سرنگوں ہونے سے اسی طرح محفوظ ہو۔ جس طرح ایک لشکر جرار کی حفاظت میں۔ اپنے نیک نمونے سے آیندہ آنیوالی نسلوں کے لئے ایک نیا اعلیٰ نمونہ چھوڑ جاؤ۔ قدم بڑھاؤ کہ تم خدا کی واحد کی لونڈیاں ہو۔ آسمان کے فرشتے تم پر رحمت کے پروں سے سایہ کر رہے ہیں۔ اور فضل کی بارش تم پر گر رہی ہے۔ پس دنیا کو بتا دو کہ تم زندہ دین کی ماننے والیاں ہو۔ اور زندہ خدا کی بندیاں ہو۔ اور زندہ رسول اور زندہ امام کی متبع ہو۔ خود زندہ ہو۔ اور اس نسل کی پیدا کرنیوالیاں ہو۔ جو خدا کی راہ میں مر کر ہمیشگی کی زندگی کو پا گئی۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

خاکسار

مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - مورخہ یکم مارچ ۱۹۲۳ء

امریکہ کی تعلیمی و تجارتی ترقیاں

احمدی جماعت سے خطاب

ابتدائی تعلیم امریکہ میں سب سے لازمی چیز تعلیم گنی گئی ہے۔ اور قانون کے رو سے ہر ایک نفس پر علم حاصل کرنا واجبی امر ہے۔ ہر ایک مرد و عورت اگر زیادہ نہیں۔ تو کم از کم اتنا علم ضرور حاصل کرتے ہیں جس سے کہ اخبار بینی اور خط و کتابت کا کام کر سکیں۔ بوجہ ایک قومی حکومت ہونے کے علم حاصل کرنے کے لئے نہایت آسان ذرائع بہم پہنچائے گئے ہیں۔ کوئی چھوٹے سے چھوٹا گاؤں بھی ایسا نہیں۔ جہاں ایک ہائی سکول اور لائبریری نہ ہو دیں۔ اور جس شہر کی آبادی بیس ہزار تک ہو۔ وہاں پر ایک جونیر کالج ہوتا ہے۔ جس میں دو سال کا کورس ہوتا ہے۔ ہائی سکول اور جونیر کالج تک کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ بلکہ کتابیں گورنمنٹ مفت دیتی ہے۔ وہ لوگ جو دن کے وقت سکول نہیں جا سکتے۔ ان کے لئے رات کی کلاسیں کھولی گئی ہیں۔ جو والدین اپنے بچوں کو بلاناغہ سکول نہ بھیجیں۔ ان پر گورنمنٹ مقدمہ بناتی ہے۔ ہائی سکولوں میں عموماً عورتیں استاد ہیں۔ جو کہ شاگردوں کے ساتھ نہایت محبت اور الفت سے برتاؤ کرتی ہیں۔ استاد اور شاگرد کے درمیان ایسے ہی تعلقات ہوتے ہیں۔ جیسے والدین اور بچوں کے درمیان۔ ہندوستان کی طرح گالی گلوچ اور مارکٹائی سے کام نہیں لیا جاتا ہے۔ اور نہ بچے ہنسی خوشی مدرسہ جاتے ہیں۔

انٹرنس میں دفاتر اور ابتدائی تجارت کے کاروبار بھی سکھائے جاتے ہیں۔ اور ان کے پاس کرنے کے بعد مزید مشق کی حاجت نہیں رہتی۔ ہائی سکولوں اور کالجوں کے علاوہ کثرت سے پبلک سکول ہیں۔ جو ان غیر ممالک کے لوگوں کے لئے بنائے گئے ہیں۔ کہ جو انگریزی زبان اور امریکن تہذیب سے نا آشنا ہوتے ہیں۔ ان میں بھی کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ بلکہ کتابیں بھی گورنمنٹ دیتی ہے۔ اسمیں کوئی سالانہ امتحان نہیں ہوتا۔ ہفتہ واری سبقوں پر نمبر دیئے جاتے ہیں۔ اور انہی کے لحاظ سے پاس کیا جاتا ہے۔ اس لئے کوئی شاذ و نادر فیل ہوتا ہے۔

امریکن کالج انٹرنس پاس کرنے کے بعد اکثر لوگ اپنے کاروبار میں لگ جاتے ہیں۔ اور بعض جو مزید تعلیم حاصل کرنے کے خواہشمند ہوں۔ وہ سینیر کالج میں داخل ہو جاتے ہیں۔ مجھے آج تک کوئی بی۔ اے یا ایم۔ اے پاس نظر نہیں آیا۔ کالج کے سب طلباء تجارت صنعت، حکمت، سیاست، اخبار نویسی، قانون و انجنیرنگ پڑھنے کے شائق ہوتے ہیں۔ اس ملک میں میڈیکل یا لائی کالج میں داخل ہونے کے لئے .. .. بی۔ اے ہونے کی ضرورت نہیں۔ انٹرنس کی تعلیم کافی خیال کی گئی ہو۔ میڈیکل کالج ۴ سال کے بعد M. D کی ڈگری دیدیتا ہے۔ اور تجارت کا کورس بھی ۴ اور ۶ سال کا ہے جو کہ چار سال کے بعد بی۔ C. S. (بیچلر آف کمشرل سائنس) کی ڈگری اور چھ سال کے بعد C. D. ڈی (ڈاکٹر آف کمشرل سائنس) کی ڈگری دیتا ہے۔ ناظرین خود غور فرمادیں جو طالب علم چھ سال صرف تجارتی علم کا مطالعہ کریگا۔ اور وہ اس کے پاس کرنے کے بعد پھر تجارت میں کیا کچھ ترقی نہ کریگا۔

ہند اور امریکہ کی تعلیم و تجارت کا مقابلہ امریکہ میں تجارت و صنعت کو باقی علموں پر فضیلت دیجیتی ہے اور درحقیقت یہی دو علوم ہیں جن سے کوئی قوم خوشحال ہو سکتی ہے۔ برعکس اس کے ہندوستان میں صرف بی۔ اے اور ایم۔ اے ہی تعلیم کی حد بنائی گئی ہیں یا زیادہ سے زیادہ انگلینڈ جاکر بیرسٹری یا کوئی اور سول سروس کا امتحان پاس کر لیا جاتا ہے جس سے کہ قوم کو ذرہ بھی فائدہ نہیں پہنچتا۔ جو بھی طالب علم بی۔ اے یا ایم۔ اے کی کلاسوں میں تعلیم پاتا ہے۔ اس کے مدنظر صرف ایک صد یا دو صد روپیہ ماہواری تنخواہ ہوتی ہے نہ کہ خاندانی یا قومی بہبودی۔

اسی پر اکتفا نہ کرتے ہوئے اب ہندوستانی چرخہ کاتنا سیکھ رہے ہیں۔ تعجب کی بات ہے کہ کیا چرخہ کاتنے اور غیر ملکی اشیاء سے بائیکاٹ کرنے سے ہوم رول مل سکتا ہے ہرگز نہیں۔ چرخہ کاتنا اور اسے ذریعہ حصول سوراج قرار دینا ایسی بھاری غلطی ہے جس کا نقشہ کھینچنا ایک مشکل امر ہے غیر ملکی اشیاء سے بائیکاٹ کرنے سے قبل یہ سوچنا ضروری ہے۔ کہ آیا ہندوستان میں اتنے کارخانے ہیں۔ جو ملک کی ضروریات کو پورا کر سکیں گے۔ غور کرنے سے معلوم ہوگا۔ کہ ہندوستان میں اتنی فیکٹریاں بھی نہیں۔ جو ملک کی ضروریات کا ۱/۴ حصہ بھی بہم پہنچا سکیں۔ کارخانے کیسے ہو سکتے ہیں۔ جب کہ ملک میں تجارتی اور صنعتی علوم سے ہی بے رغبتی ہے۔ لہذا ضروری امر ہے کہ ان ہر دو علوم کی طرف فوری اور کامل توجہ مبذول کی جائے۔ موجودہ پولٹیکل انقلاب نے تعلیم پر اور بھی برا اثر ڈالا ہے۔ جتنا وقت، طاقت اور کوشش سیاسی ... پر صرف کیا جا رہا ہے۔ اگر یہی حصول علم پر خرچ کیا جاوے۔ تو چند ہی سال میں ہندوستان ایک خوشحال ملک گنا جاوے۔

میرے خیال میں ہندوستان میں ۷۵ فیصدی لوگ بے علم ہیں۔ اور امریکہ میں ۱۰۰ فیصدی علم دار۔ جو ۲۵ فیصدی ہندوستانی علم دار ہیں۔ وہ بھی تجارت اور صنعت سے بکلی نا آشنا ہیں۔ ہندوستانی مستورات قریباً ۹۰ فیصدی بے علم خیال کی جاتی ہیں۔ اور ان بے کسوں کی تعلیم کو ایک گناہ عظیم خیال کیا جاتا ہے واللہ اعلم یہ خیال کب سے دلوں پر حکومت کئے ہوئے ہے۔ مستورات کی تعلیم ایسی ہی ضروری ہے جیسے مردوں کی۔ ان کی تعلیم کو فراموش کرنا دانشمندی سے بعید ہے۔ اور ان کی تعلیم کے بغیر ملک کبھی ترقی اور امن نہیں دیکھ سکتا۔ میرا مستورات کی تعلیم پر زور دینے سے یہ مطلب نہیں۔ کہ انہیں یورپین اور امریکن

عورتوں کے نقش قدم پر تعلیم دی جاوے۔ بلکہ انہیں قرآن وحدیث و ایشیائی طریقوں کے ماتحت علم سکھایا جانا چاہیئے۔

تجارت اور صنعت ہی ایسی چیزیں ہیں۔ جو کہ ہندوستان کو حقیقی آزادی اور مخلصی دے سکتی ہیں۔ ان کے بغیر ہندوستان کبھی آزاد نہ ہوگا۔ خواہ سو سال بڑا چرخہ کاتے۔ کیوں نہیں صنعت سیکھتے تا چرخہ کی بجائے مشینیں ایجاد کریں۔ اور غیر ملکوں کی غلامی اور محتاجی سے بچیں ✢

جاپان اور ہندوستان کا مقابلہ۔

جاپان کی حالت کسی زمانہ میں ہندوستان سے بھی بدتر تھی مگر اس نے کثرت سے طالب علم یورپ اور امریکہ بھیجے۔ اور وہ طالب علم بجائے بیرسٹری اور سول سروس کے صنعت اور تجارت سیکھ کر آتے رہے۔ انھوں نے اپنے ملک میں کثرت سے کارخانے کھولے۔ جس سے ملک دولتمند اور طاقتور بن گیا۔ اور آج تجارت اور صنعت نے جاپان میں وہ روح پھونکی۔ جس سے کہ دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں لرزہ کھا رہی ہیں۔ جاپان کی آبادی ہندوستان کی نسبت قریباً ⅙ حصہ ہے۔ اور اس کی زمینیں بھی ہندوستان جیسی زرخیز نہیں۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ہندوستان آج ایک غربت اور کس مپرسی کی حالت میں ہے؟ کیا ہندوستانیوں کے دماغ جاپانیوں۔ امریکن اور انگلش دماغوں سے کم ہیں۔ نہیں ان کے دماغ دوسری قوموں سے کم نہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہندوستانی دنیا کی تمام قوموں سے پیچھے پس رہے ہیں؟ اس کی وجہ یہی کہ ان میں تجارتی وصنعتی علوم نہیں۔ دوم اتفاق نہیں۔ اور اتفاق بغیر علم کے نہیں ہوا کرتا۔ اور ہندوستان میں تو ۷۰ فیصدی عام علم سے بھی بے بہرہ ہیں۔ پھر اتفاق ہو تو کیونکر۔ طاقتور بنیں تو کس طرح سے اور دولت لائیں تو کہاں سے؟

مغربی دنیا مسلمانوں پر الزام لگاتی ہے

مسلمان کہتے ہیں۔ کہ سلطان صلاح الدین و دیگر مسلم بادشاہوں نے فلاں فلاں ملک فتح کئے۔ اور ہندو کہتے ہیں۔ کہ ان کے آباء و اجداد کے پاس "اڑن کھٹولہ" تھے۔ مگر دنیا کہتی ہے کہ "پدرم سلطان بود" کہنے سے کیا حاصل؟ مقابل میں آکر کچھ کر کے دکھاؤ۔ امریکن اخبار ترکوں پر جہالت کا الزام لگاتی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ ترک قریباً چار سو سال سے یورپ میں آباد ہیں۔ مگر انھوں نے کوئی صنعتی ترقی نہیں کی۔ مگر بجائے اس کے معاشرت کے لحاظ سے ترک قدم بقدم یورپین اقوام کے ساتھ چلتے ہیں ✢

ہندوستانی روپیہ کو زمین میں گاڑتے ہیں

ہندوستانی حتی الوسع تو تجارت سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور کریں بھی تو ایسی بے ڈھنگی اور بے قاعدگی سے شروع کرتے ہیں۔ کہ جس کا نتیجہ سوائے خسارہ کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ اور اگر نفع ہو بھی تو بہت قلیل۔ ہندوستان ابھی تک پرانے طریقوں پر ایک زر کثیر زمین میں مدفون کئے ہوئے ہے۔ بجائے اس کے کہ ایسے دفینہ سے تجارت کر کے فائدہ اٹھایا جائے۔ الٹے فکرات میں مستغرق رہتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے روپیہ کو کسی تاجر کو برائے تجارت اس واسطے نہیں دیتے۔ کہ اول تو انہیں اعتبار نہیں۔ دوم وسوسہ ہوتا ہے۔ کہ جسے تجارت کی خاطر روپیہ دیا جائے۔ مبادا وہ دیوالہ نکال دے۔ یہ سب وساوس اسی واسطے ہوتے ہیں۔ کہ انہیں تجارتی اصولوں سے ناواقفی ہوتی ہے۔ دوم۔ تجارتی فائدوں سے بے بہرگی۔ امریکہ میں بہت کم لوگ ایسے ملینگے۔ جنھوں نے تھوڑا بہت تجارت میں حصہ نہ لیا ہو۔ سب کے سب کارخانے اور بڑی بڑی دکانیں انہی چھوٹے چھوٹے حصوں پر چل رہی ہیں۔ جو کہ پچاس پچاس یا سو سو ڈالروں کے ہوتے ہیں۔ کوئی شخص گھر میں روپیہ نہیں رکھتا تجارتی اصولوں کی بنیاد ایسی باقاعدہ اور پختہ رکھی گئی ہے۔ کہ کوئی غبن نہیں کر سکتا۔ جب تک یہی اصول اور ایسی ہی تجارتی وصنعتی کمپنیاں بنانے کا عام چرچہ ہندوستان میں نہ ہو۔ اسوقت تک ہندوستانی کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے۔ امریکہ میں ایسے سوداگر جو اپنے ہی سرمایہ سے تجارت چلاتے ہوں شاذ و نادر دیکھے جاویں گے۔ تو یہ کام ملک میں تب ہی رائج ہو سکتے ہیں۔ جبکہ تجارت وصنعت سیکھیں ✢

میرا خطاب احمدیوں کے ساتھ خصوصاً اور مسلمانوں کے ساتھ عموماً یہی ہے۔ کہ جو والدین ذی حیثیت ہیں وہ اپنی اولاد کو بجائے سول سروس کے تجارتی وصنعتی علوم کے حاصل کرنے کے لئے یورپ و امریکہ روانہ کریں۔ اور جو احباب ذی حیثیت نہ ہوں۔ مگر طبیعت میں استقلال اور صبر ہو۔ وہ جہازوں میں ملازمت کر کے غیر ممالک کو جائیں۔ اور وہاں پر مزدوریاں کر کے ان علوم کو سیکھیں۔ اسلام حصول علم کے لئے سختی سے تاکید کرتا ہے۔ اور جبکہ احمدی قوم کا دعویٰ ہے۔ کہ وہ دنیا میں ایک زبردست قوم بننے والی ہے۔ تو اسے تجارت وصنعت کی طرف پوری توجہ کرنی چاہیئے۔ غیر ممالک کو جو احمدی طلباء جاویں۔ وہ کسی حد تک تبلیغی فرض بھی ادا کر سکتے ہیں۔ جبکہ وہ غیر ملک والوں سے دنیاوی علوم سیکھیں گے۔ تو ساتھ ہی انہیں دینی علوم سکھلا سکینگے پس اس طرح سے دینی و دنیاوی فائدے حاصل کر سکتے ہیں۔ میں نے یہ حالات قوم کی بہبودی مدنظر رکھتے ہوئے درج کئے ہیں۔ جو احباب کسی خاص امر کے متعلق مزید اطلاع حاصل کرنا چاہیں۔ تو عاجز کو تحریر فرما کر تسلی بخش جواب حاصل کر سکتے ہیں۔ انشاء اللہ کسی آیندہ پرچہ میں امریکہ کے مذہب اور معاشرت پر حالات درج کرونگا۔

والسلام

خاکسار محمد یوسف خان آف جہلم

ہمارے عقائد میں دورنگی نہیں

جو لوگ عقائد کے اظہار میں شمشیر برہنہ ہیں۔ جنھوں نے ان لوگوں کی بھی پروا نہیں کی۔ جو اپنے آپ کو جماعت کا ستون سمجھتے تھے انہیں کہا جاتا ہے۔ کہ عقائد میں دورنگی ہے۔ ثبوت یہ کہ امیر فیصل کے ایڈریس میں دوسرے مسلمانوں کو مسلمان لکھا ہے۔ کون ان نادان معترضوں کو سمجھائے کہ یہ بلحاظ قومیت کے ہے جیسے یہودی کافر کو یہودی ہی کہیں گے۔ حالانکہ اس کے معنے ہدایت یافتہ ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

اپنے متعلق سب حقوق ادا کرو

لا رھبانیۃ فی الاسلام

فرمودہ مولانا شیر علی صاحب بی اے

۲۳ فروری ۱۹۲۳ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

انجیل میں لکھا ہے۔ کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے شاگردوں کو عورتوں کے حالات سے آگاہ کیا تو انہوں نے کہا۔ کہ اگر مرد اور جورو کا یہ حال ہے تو شادی نہ کرنا ہی اچھا ہے۔ بہتر ہے۔ کہ انسان شادی نہ کرے۔ اور ساری عمر خدا کو یاد کرتا رہے۔ انجیل میں لکھا ہے۔ کہ جب مسیح نے ان سے اس بات کو سنا تو فرمایا۔ سب اس کو قبول نہیں کرسکتے مگر وہ جن کو دیا گیا۔ جو کرسکتا ہے کرے۔

انجیل کے اس مقام میں جس تعلیم کو اعلیٰ درجہ کا ظاہر کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہی ہے۔ کہ انسان دنیا کو ترک کردے اور بالکل علیحدہ ہو کر خدا کی یاد میں لگا رہے۔ مگر حضرت مسیح نے اس جگہ فرما دیا ہے۔ کہ صرف تھوڑے لوگ ہی ایسا کرسکتے ہیں۔

اسی طرح دوسرے مذاہب کا حال ہے۔ کہ ان پر بھی انسان کاربند نہیں ہوسکتا۔ مثلاً ہندوؤں میں تپسیا ہوتی ہے۔ اس پر بھی اکثر لوگ عمل پیرا نہیں ہوسکتے۔ اسلام نے اسکو پسند نہیں کیا۔ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں لا رھبانیۃ فی الاسلام کہ اسلام میں یہ جائز نہیں کہ تم شادی نہ کرو اور گھر بار چھوڑ چھاڑ کر جنگل میں جا بیٹھو۔ اور عبادت میں لگے جاؤ۔ ایک آدمی نے آپ سے پوچھا۔ کہ انسان توکل کرے۔ اور سب کام چھوڑ دے۔ تو آپ نے اس کو منع فرمایا۔

اسلام اس تعلیم سے ایک بہتر تعلیم دیتا ہے۔ وہ یہ کہ تم اپنی ساری کی ساری زندگی عبادت الٰہی میں گذارو مگر دنیا میں رہکر۔ اسلام ایک گر بتاتا ہے۔ کہ انسان دنیا میں رہکر ساری عمر کس طرح عبادت میں خرچ کرے۔ وہ یہ گر ہے۔ کہ انسان جو کام بھی کرے۔ رضا الٰہی کے لئے کرے۔ اور اس لئے کرے۔ کہ یہ خدا کا حکم ہے۔ اسی طرح جس کام سے باز رہے۔ محض اس لئے کہ خدا تعالےٰ نے اس سے روکا ہے۔ تو پھر اس کے سب کام عبادت الٰہی ہونگے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کے امر و نہی کے نیچے چل رہا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ انما الاعمال بالنیات کہ ہر کام نیت سے ہوتا ہے۔ اور ایک ہی کام مختلف نیتوں سے مختلف مدارج کا بنجاتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ تین شخص گھوڑے رکھتے ہیں ایک کے لئے گھوڑا رکھنا اجر کا موجب ہے۔ اور ایک کیلئے اس کے عیبوں کے ڈھانپنے کا سبب۔ اور ایک کیلئے وہ گناہ ہے۔ جو شخص خدا کی راہ میں جہاد کرنے کیلئے گھوڑا پالتا ہے۔ اس کے لئے وہ ثواب کا موجب ہے وہ گھوڑا جو گھاس کھاتا ہے اور لید کرتا ہے وہ بھی ثواب میں لکھا جاتا ہے۔ اور جو شخص جہاد کے لئے تو گھوڑا نہیں پالتا۔ مگر دوسروں کو سواری کے لئے دیدیتا ہے۔ تو وہ اس کے عیبوں کے ڈھانپنے کا موجب بن جاتا ہے۔

اور جو شخص محض ریا اور نمود و نمائش کیلئے گھوڑا پالتا ہے۔ اور تکبر کرتا ہے تو اس کے لئے یہ کام گناہ ہی۔

پس معلوم ہوا کہ ہر عمل نیت کے مطابق ہے۔ جو لوگ دنیا سے الگ ہو کر عبادت میں ہی مشغول ہوجاتے ہیں وہ صرف خدا تعالےٰ کا حق ادا کرتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اور بہت سے حق انسان کے ذمہ لگائے ہیں۔ اگر انسان ان کو بھی ادا کرے تو وہ زیادہ ثواب کا مستحق ہے

آنحضرت صلعم نے سلمان اور ابو الدرداؓ کو بھائی بنایا تھا۔ ایک دن حضرت سلمان۔ ابو الدرداء کے گھر گئے تو ان کی بیوی کے میلے کچیلے کپڑے تھے۔ انہوں نے اس سے کہا۔ کہ ایسے کپڑے کیوں پہن رکھے ہیں۔ اس نے کہا کہ تیرا بھائی تو سارا دن روزہ رکھتا ہے۔ اور ساری رات تہجد پڑھتا ہے۔ میں کس کے لئے عمدہ کپڑے پہنوں۔ دوسرے دن انہوں نے ابو الدرداؓ کو اپنے گھر بلایا۔ اور عمدہ کھانا طیار کروایا۔ وہ آئے تو ان کے آگے رکھا۔ انہوں نے کہا تم کھاؤ۔ اس نے کہا۔ خدا کی قسم جب تک تم نہ کھاؤ گے میں نہیں کھاؤں گا۔ انہوں نے بہت اصرار کیا۔ آخر کار ابو الدرداء کو کھانا پڑا (روزہ نفلی تھا۔) جب رات ہوئی تو وہ نماز کے لئے کھڑے ہونے لگے۔ آپ نے ان کو پکڑ کر سلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھر اُٹھے۔ انہوں نے پھر سلا دیا۔ حتیٰ کہ جب تہجد کا وقت ہوگیا تو انہوں نے کہا کہ اٹھو اب نماز پڑھو۔ یہ نماز کا وقت ہے۔ اور کہا۔ کہ بھائی تم پر تمہاری بیوی کا بھی حق ہے۔ اور تمہارے نفس کا بھی حق ہے۔ اس طرح نہ کیا کرو۔ کہ دن بھر روزہ اور رات بھر نماز۔ صبح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور یہ ذکر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اس نے سچ کہا ہے۔ ولزوجتك عليك حق ولنفسك عليك حق تیری اہلیہ کا بھی تجھ پر حق ہے۔ اور تیرے نفس کا بھی حق ہے۔ ہمیں چاہیئے۔ کہ انسان کے ذمہ جتنے حق ہیں۔ ان سب کو ادا کریں۔ اور اس لئے کریں۔ کہ خدا کا حکم ہے۔ اگر روزگار کرتے ہیں۔ تو اس لئے کہ سوال کرنے سے بچیں۔ اور اہل و عیال کی تربیت کرسکیں۔ اور خدا کی راہ میں خرچ کریں۔

والدین کی خدمت۔ بچوں کی پرورش۔ اور لوگوں سے ہمدردی محض اس لئے کریں۔ کہ خدا کا حکم ہے۔ تاکہ ہمیں ثواب بھی مل جاوے۔ اور ساری عمر عبادت میں بھی کٹ جاوے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق بخشے آمین۔

وی پی آتے ہیں

مکرر اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ ۵ مارچ کا الفضل۔ ان خریداروں کے نام وی پی ہوگا۔ جن کی قیمت فروری میں ختم ہوتی ہے۔ (مینیجر)

جہلم میں غیر مبایعین سے گفتگو

تھوڑے ہی دن گذرے ہیں کہ شہر جہلم میں تین احباب غیر مبایعین سے مبایعین میں شامل ہوئے۔ جن کی وجہ سے پیغام بلڈنگس لاہور میں تزلزل واقع ہوا جھٹ میر مدثر شاہ کو روانہ کیا گیا۔ بعد میں امیر القوم صاحب نے بھی وہاں جانے کی ٹھہرائی۔ امیر جماعت احمدیہ جہلم کی اطلاع پر ہم بھی پہنچ گئے۔ چونکہ فاروقی زمانہ تھا۔ ہماری موجودگی میں کیسے جا سکتے تھے۔ وہاں جانے سے رک گئے میر مدثر شاہ سے گفتگو کے لئے کہا گیا۔ تو بعض محبین ظلمت نے اس بات کو پسند نہ کیا۔ خاکسار اور استاذی المکرم حافظ روشن علی صاحب نے وہاں دو لیکچر دئے۔ جن کے متعلق اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۲۳ء میں رپورٹر نے خلاف مفہوم لیکچراروں کے الزام قائم کیا ہے حضرت حافظ صاحب کی نسبت لکھا ہے۔ کہ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کو صرف امام کے لفظ سے پکارا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ نبی نہیں مانتے۔

ان دانشمندوں سے کوئی پوچھے۔ کیا امام نبی نہیں ہوتا ؟ وہ ...... حضرت ابراہیم کیلئے خداوندی ارشاد انی جاعلك للناس اماما ہی پڑھ لیں حضرت مسیح موعودؑ "وامامکم منکم" کے ماتحت امام ہی تو ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

"پس جبکہ میں ثابت کر چکا ہوں کہ آنے والا مسیح میں ہوں۔ تو جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے اور یہ کہتا ہے۔ کہ آنے والا مسیح نبی نہیں کہلا سکتا۔ اور نہ حکم اس کو چاہیئے۔ کہ وہ نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت کر دے۔ کہ آنے والا مسیح کچھ چیز بھی نہیں نہ نبی کہلا سکتا ہے۔ نہ حکم"

(حقیقۃ الوحی ص۱۵۵)

اسی طرح مجھ پر یہ الزام لگایا ہے کہ میں نے گویا آنحضرت صلعم کی ہتک کی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ جو رپورٹر نے سمجھا وہ میرا ہرگز مطلب نہیں تھا۔ کم از کم انہیں فقرات پر ہی غور کر لیتا۔ جو اس نے خود لکھے ہیں۔

"جوں جوں آپ کا زمانہ بعثت بعید ہوتا گیا سراج منیر کی روشنی میں کمی واقع ہوتی گئی۔ حتی کہ چودہویں صدی میں ایک نبی پیدا ہو گیا۔ تا کہ وہ آپ سے روشنی حاصل کرکے آگے پہنچائے"۔

اب ہر ایک وہ شخص جسے خدا تعالےٰ نے فہم کا ذرا سا بھی مادہ عطا کیا ہو سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس روشنی میں کمی آنے سے مراد آنحضرت کی ذات میں کمی آنا نہیں ہی ورنہ آپ سے روشنی حاصل کرکے آگے پہنچانے کے کیا معنے۔ میرا مطلب بھی یہی تھا کہ آنحضرت کے قرب زمانہ میں نبوت کی ضرورت نہیں تھی۔ جیسا کہ میں نے حدیث بھی پیش کی تھی۔ کہ خیر القرون قرنی الخ (الحدیث) کہ تین صدیاں بہت اچھی ہیں۔ بعد میں جھوٹ پھیل جائیگا۔ اور وہ فیج اعوج کے زمانہ کی انتہا چودہویں صدی تھی۔ اس لئے اس میں ایسے شخص کی ضرورت تھی کہ وہ آنحضرت کا پورا مظہر اور بروز ہو اور ساتھ ہی میں نے بتا دیا تھا کہ آنحضرت فرما چکے ہیں کہ میرے اور مسیح کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اور میں نے چاند کی مثال دیکر سمجھایا تھا کہ جیسے چودہویں رات کا چاند سب چاندوں سے بڑا ہوتا ہی اسی طرح چودہویں صدی کا مجدد بھی سب مجددوں سے بڑھکر آنحضرت صلعم کا بروز ہے۔ اور نبی ہی اور جس طرح چاند سورج سے جتنا بعید ہوتا جاتا ہے اتنی ہی زیادہ روشنی حاصل کرتا ہے۔ اسیطرح آپ پر جتنا لمبا عرصہ گذرتا گیا۔ دنیا میں ظلمت بڑھتی گئی۔ اسی قدر بڑے مصلح کی روشنی کی ضرورت پڑی۔ یہی وجہ ہے کہ امام ربانی مجدد الف ثانی نے اپنے آپ کو پہلے مجددین سے بڑا اور حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو سب پر فوقیت دی ہے۔

اسی طرح میں نے اس شبہ کا جواب کہ حدیث لو عاش ابراھیم سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ سے قریب زمانہ میں نبی ہو سکتا ہے۔ یہ دیا تھا۔ کہ یہ شبہ اس وقت پڑ سکتا تھا۔ جب آپ اس کی زندگی میں فرماتے۔ وفات کے بعد فرمانا ہمارے دعوے پر قادح نہیں ہو سکتا۔ اس سے تو ابراہیم کی صرف فضیلت نکلتی ہے۔ کہ آپ میں استعداد نبوت تھی۔ جس کو آپ بوجہ موت حاصل نہیں کر سکے۔ جب کوئی شخص نبی ہوا ہی نہیں۔ تو اس حدیث سے قریب زمانے میں نبی ہونے کا امکان نہیں نکل سکتا۔ جبکہ آپ یہ بھی فرما چکے ہیں کہ میرے اور عیسیٰ کے درمیان اور کوئی نبی نہیں اور حضرت مسیح موعودؑ اربعین ۳ ص۲۱ میں فرماتے ہیں۔

"اور یہ امر قدیم سے اور جب سے کہ نبی آدم پیدا ہوئے سنت اللہ میں داخل ہے۔ کہ عظیم الشان مصلح صدی کے سر پر اور عین ضرورت کے وقت میں آیا کرتے ہیں"

آگے آنحضرت اور اپنے آپ کو اور حضرت مسیح کو پیش کیا ہے۔ اور حافظ غلام رسول صاحب نے ان کے روبرو کہ دیا تھا کہ میں نے یہ جواب وہاں نہیں سنا تھا مگر بدظنی کا کوئی علاج نہیں ہے۔ میں اب بھی چیلنج کرتا ہوں۔ اگر کسی پیغامی میں جرأت ہو تو وہ میرے اس جواب کو غلط ثابت کرکے دکھلائے۔

رہا حضرت مرزا صاحب کی وحی کے متعلق سوال کہ اس پر ایمان لانا ضروری ہے یا نہیں۔ اور وبالاخرۃ ھم یوقنون کے معنے مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفہ اول نے کیا کئے ہیں۔ میں نے اس کا جواب بھی دیا تھا۔ کہ اس آیت میں قرآن مجید کی وحی سے بعد آنے والی وحی اور حضرت مسیح موعود کی رسالت اور وحی کا ذکر ہے۔ اگر یہ غلط ہے تو آپ میرے استدلال کو توڑ کر دکھائیں دوم حضرت خلیفہ اول کے مترجمہ پارہ مطبوعہ میرٹھ میں یہی معنے آپ نے کئے ہیں۔ اور مکرمی حافظ صاحب نے اسی وقت مجھ سے کہا تھا۔ کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ معنے سنے ہیں۔ (چنانچہ مولانا شیر علی کی حلفیہ شہادت سے یہ بیان چھپ چکا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ معنے مسجد مبارک میں حاضرین کو سنائے) مگر میں نے اسی وقت اس وجہ سے پیش نہیں کئے تھے۔ کہ مبادا کہیں کہ ہم زبانی روایت نہیں مانتے۔ میں ابھی جواب دے ہی رہا تھا۔ کہ درمیان میں شور مچا دیا۔ اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ حالانکہ نہیں کہا گیا مگر جتنا ہم وقت لیں اتنا ہی آپ نے لینا مگر نہ مانے اور کہا کہ صبح گفتگو کریں گے پھر صبح بھی نہ سامنے آئے۔ اگر یہ بات صحیح نہیں تو دعا کریں۔ کہ خدا تعالےٰ جھوٹے کا سارا منہ سیاہ کر دے۔

جلال الدین شمس مولوی فاضل

پنجابی شاعری

میں نے ۱۹۰۶ء میں اپنی جماعت کے پنجابی شاعروں کی خدمت میں ایک گذارش کی تھی۔ کہ وہ مروجہ گیتوں کی طرز پر اشعار تیار کریں۔ تاکہ عام طور پر لڑکے لڑکیوں کی زبانوں پر یہ گیت چڑھ جائیں۔ اور اس کے دو فائدے ہونگے۔ ایک تو اخلاق خراب کر دینے والے اشعار سے ہمارے بچوں کی زبانیں محفوظ رہینگی۔ دوم۔ بغیر کسی مخالفت اور شور شرابے کے ہمارے سلسلہ کی تبلیغ بھی ہوتی رہیگی۔ بلکہ اغلب کہ اکثروں کے قفل اسی طریق پر کھل جائیں میری اس عرضداشت پر جو توجہ ہوئی۔ وہ پنجابی منظوم لٹریچر سے ظاہر ہے۔ پنجاب میں دو شاعر بہت مشہور تھے ایک میاں ہدایت اللہ صاحب جن کی سی حرفی ایسی مقبول عام ہوئی۔ کہ بڑے شوق سے گائی بھی جاتی ہے۔ دوسرے مولوی دل پذیر صاحب کہ ان کی کتابیں بھی ہر گاؤں میں پائی جاتی ہیں۔ الحمد للہ کہ دونو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے میاں ہدایت اللہ صاحب سے میں نے عرض کیا کہ ایسی پرسوز سی حرفی حضرت مسیح موعود کے لئے بھی لکھیے انھوں نے کچھ اشعار لکھے۔ مگر پہلے پہلے مجھے نہایت حیرت ہوئی۔ کہ اس میں وہ سوز و درد نہ تھا۔ جس کی مجھے توقع تھی۔ خیر اب تو یہ مسئلہ واقعات نے حل کر دیا ہے دوسرے مولوی محمد دل پذیر صاحب جو اب حج بیت اللہ سے بھی مشرف ہیں حال ہی میں آپ نے اور آپ کے بیٹے حکیم منظور احمد صاحب نے کچھ منظوم رسالے شائع کروائے ہیں۔ مجھے ان پر ریویو مقصود نہیں۔ بلکہ پنجابی شاعری کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ کیا پر تاثیر وجد انگیز زبان ہے۔ بعض اشعار ایسے اثر میں ڈوبے ہوئے وجد انگیز و ولولہ خیز ہیں کہ جی چاہتا ہے۔ تمام رسالے قیمتاً خرید کر پنجاب کے گاؤں گاؤں میں پھیلا دوں۔

دربار مہدی میں قادیان دارالامان کا نقشہ کھینچ دیا ہے۔ لکھتے ہیں :-

قادیاں ہو ضلع بہت پرانا ٭ چھوٹا جیہا پڑ ننانا
ہو گیا جس دم فضل ربانا ٭ ملکیں دج گئے ونجکار
واہ واہ مہدی دا دربار

اس کے بعد مقامی فیوضات۔ تبلیغی فیوضات کا ذکر دل آویز پیرائے میں ہے۔ مسجد اقصیٰ۔ مسجد مبارک احمدیہ بازار۔ احمدیہ سکول۔ مہمانخانہ۔ دار الضعفاء کے بعد بہشتی مقبرہ کا ذکر ہے۔ کیا مزے سے فرماتے ہیں :-

آکھاں تینوں چل دکھاواں ٭ سوہنیاں پاک مقدس تھاواں
گا ہٹے رکھے تے ٹھنڈیاں چھاواں ٭ سوج بنائی سبزہ زار
واہ واہ مہدی دا دربار

اور لکھا ہے :-

ہٹے منے بوٹے لین جھوٹا لائے ٭ آسے پاسے گور کنارے
مہدی ستے بیٹھ جاون دارے ٭ نیکی طرح طرح دے ڈار
واہ واہ مہدی دا دربار

پھر نئی آبادی۔ نور ہسپتال۔ مکانات و تعمیر مسجد نور ہائی سکول کا ذکر ہے۔

لکھ روپیہ اس تے لگا ٭ تا کجھ بنیا بھجا اگا
ہو وہ احمق جاہل ڈھگا ٭ جیہڑا کرے نہیں اعتبار
واہ واہ مہدی دا دربار

لڑکوں کی نماز باجماعت کا نظارہ

وقت نمازاں گھنٹی ہووے ٭ ہر اک لڑکا اٹھ کھلووے
وضو کرکے منہ ہتھ دھووے ٭ پہن پوشاکاں ہون تیار
واہ واہ مہدی دا دربار

دکھاتے ہوئے تبلیغ شروع کی ہے۔ اور دیکھئے کس جوش محبت سے فرماتے ہیں :-

قادیاں دا جد نام سنیوے ٭ تینوں پیر کلیجے سیوے
ایسا روگی کد تک جیوے ٭ آخر مرسی ہو خوار

اور اس کے بعد کا بند ہے۔ جس میں تو کمال ہی کر دیا ہے

دور دورا ڈیاں سنیے گلاں ٭ بیٹھا مچھیں وچہ محلاں
آکھاں تینوں قادیاں گھلاں ٭ کڈھن تیرے سب جگھار
واہ واہ مہدی دا دربار

آکھاں تینوں قادیاں گھلاں" والے شعر میں جو انداز تکلم ہے۔ بے ساختہ اس کی داد دینے کو جی چاہتا ہے مخالفین کا انجام دکھایا ہے۔

لیکھو کرد اسیری میری ٭ آخر ہو گیا ساہ دی ڈھیری
کر گیا آریاں نال بتیری ٭ غیبی وج گئی تلوار

آتھم کی نسبت لکھا ہے :-

اینویں یادری آتھم ڈوئی ٭ نال انہاں دے سٹھری ہوئی
بھاویں جیہڑا اٹھیا کوئی ٭ آخر سویا ہو لاچار
واہ واہ مہدی دا دربار

پھر دنیا مقام فنا کا مضمون ادا کیا ہے تا عاقبت کی فکر ہو۔ فرماتے ہیں :-

سدا نہیں ایہہ جنبلیبی ٭ سدا نہیں ایہہ جین چھینی
چار دناں دیاں موجاں ہینی ٭ کجے بوٹاں دے کھڑکار
واہ واہ مہدی دا دربار

ملاں اور پیر سے خطاب کیا ہے :-

سدا نہیں ایہہ ملاں گیری ٭ سدا نہ رہسے مریدی پیری
گوشت حلوے ہور پنجیری ٭ کھڑک کھاسیں بغلاں یار
واہ واہ مہدی دا دربار

آخر صرف مطلب ادا کیا ہے۔ مگر کیا اچھے پیرائے میں

کر لے بیعت ہسدا رسدا ٭ چوراں وانگ پھریں کیوں نسدا
نیکی کیتیاں کجھ نہیں گھسدا ٭ بدیاں سٹن سر دے بھار
واہ واہ مہدی دا دربار

ڈاکٹر منظور احمد صاحب نے روحانی چرخہ لکھا ہے اور واقعات موجودہ کی بنا پر کیا خوب فرمایا ہے :-

کیوں لے دیں ہی سوراجانوں ٭ کج ہیلوں اپنیاں پاجانوں
چھڈ جھوٹھیاں کملیاں کاجانوں ٭ نا بیٹھی قیداں کٹ کٹرے
گاندھی دا چرخہ سٹ کٹرے
مہدی دا چرخہ کت کٹرے

ذاتی اصلاح کی نسبت کیا اچھا بند ہے

کرماں نہ سوہنی تیکلے دا ٭ پھڑ دامن صبر توکلے دا
جس کڈھنا ول ترکلے دا ٭ مل اس ہادی دا ہٹ کٹرے

اپنے ہموطنوں کی حالت بیان کی ہے :-

سب اڈی بیٹھے موہنا نوں ٭ دس کون بھریند اکھو ہانوں
آزما لے وطنی ردھانوں ٭ کیا ہندو تے کیا جٹ کٹرے
گاندی دا چرخہ سٹ کٹرے
مہدی دا چرخہ کت کٹرے

گورنمنٹ کے خلاف علم مخالفت بلند کرنے سے روکا ہے

کہتے ہیں:-

ایہہ الٹی گادی گیڈ نہیں ٭ توں زوری کھکھر چھیڑ نہیں
کر شاہاں نال بکھیڑ نہیں ٭ ایہہ تختہ دیس بیٹ کرڈے

اخیر میں سلسلہ کی طرف متوجہ کیا گیا ہے:-

رب نیک زمانہ آندا ای ٭ آ مہدی پیا بلاندا ای
پیا بھر بھر جام پلاندا ای ٭ پے اجھلن اسیے ست کرڈے
گاندھی دا چرخہ ست کرڈے
مہدی دا چرخہ کت کرڈے

ایک اور نظم ہے۔ "چل قادیاں دیکھ نظارے نوں"
اس کے اشعار بھی بہت دل آویز ہیں۔ لکھا ہے:-

جے چاہیں سکھ بھیجے دا ٭ من حکم خدا دے بھیجے دا
کیوں پھیا ئیں ساہ ہت بیجے دا ٭ چھڈ وسوسیاں تے اس دارے نوں
چل قادیاں دیکھ نظارے نوں

اور فرماتے ہیں:-

ایہہ ویلا ای تجھ کھٹنے دا ٭ کجھ کرلے کھٹنے وٹنے دا
نہیں وقت تر تیاں پٹنے دا ٭ پیا روسیں فیر خسارے نوں
چل قادیاں دیکھ نظارے نوں

مہدی دی چٹھی بھی بڑی موثر ہے۔

اج دیکھ میاں محمود نوں ٭ اس سوہنے پاک وجود نوں
جس رونق آن ودھائیا ٭ چٹھی مہدی دی من جار ایہیا
چٹھی مہدی دی من جار ایہیا
نبی پاک دے دفتروں آئیا

اسی طرح پر ایک مرزا مہدی صاحب نظم لکھی ہے۔ جو پنجاب کے مشہور گیت "مرزا صاحباں" کے وزن پر ہو حکیم منظور محمد صاحب فرماتے ہیں:-

اوہ مرزا شیر خدائیدا۔ رب نے دتا گھت
جس لونبڑ گدڑ گج کے کرتے نی بے کل

اور لکھا ہے:-

میرا مرزا چن اسلام دا۔ چوپکڑ چند فلک
اس جگیں کر کے روشنی کر کے لیا انہیرا ڈھک

حضور کی خدمات اسلام گناتے ہوئے ایک شعر کہا ہے:-

اس ہکے حملے سب دے دتے توڑ گھمنڈ
اوس ہکی ہکی دی پکڑ کے خوب بہائی جھنڈ

اس دُرّہ پکڑ قرآن دا ایسی چاہڑی بھنڈ
اوہ بولن جوگے رہے ناں بھلے سب پکھنڈ

تجدید کے معنے کیا خوب بیان کئے ہیں:-

اوس چھٹے چاول کڈھ کے جگیں دتے دنڈ
پے قسمت والے کھاوندے پا ملا نزی کھنڈ

کچھ پیغام والوں سے بھی خطاب ہے۔ مولوی محمد علی کے بارے میں لکھا ہے:-

کوئی دیخ محمد علی کھیں ذرہ پچھے کھاں ایہ گل
بھلا دس تیری تقدیر نوں کھتوں پے گیو ول

اور کیا خوب لکھا ہے:-

اوہ اُڈ گئے بھور پریم دے ہن بیٹھا تنیاں مل
ایہہ دنیا ٹھگ بازار دی میاں اینویں لیندی چھل

اور سید محمد احسن صاحب سے کہتے ہیں:-

ہن بھیلی پھر وں آپکے کر بیٹھوں توں نانھ
جے نا ہیا نبھاونی تاکیوں پکڑی ای بانھ

غرض پنجابی شاعری میں باپ بیٹے نے کمال کر دیا ہے۔ بس میں نے ضروری سمجھا کہ جدید اخبار کم از کم اپنی ذات سے ان کی خدمات کا اعتراف کروں۔ خدا تعالیٰ اور بھی لکھنے کی توفیق دے۔

(اکمل قادیان)

نیا سال پانسو احمدی بچوں کا استقبال کرے

احباب کرام! تعلیم الاسلام ہائی سکول حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قائم کردہ مدرسہ اپنے نصب العین کو بفضلہ تعالےٰ ایک بڑی حد تک نہایت کامیابی سے مگر بڑی خاموشی سے پورا کر رہا ہے۔ خاموشی سے اس واسطے کہ کچھ عرصہ سے مذہبی اعلیٰ منتظمین کی طرف سے آپ کی توجہ اس عالی شان مدرسہ کی خوبیوں کی طرف منعطف کرائی گئی۔ اور مذہبی احباب نے کما حقہ خود توجہ فرما کر اپنے بچوں کو اس مرکزی درس گاہ سے مستفید ہونے کے لئے زیادہ تعداد میں بھیجا۔ گو اسوقت مدرسہ میں سوا پانسو طلباء فیض پا رہے ہیں۔ مگر میرے نزدیک جماعت کی تعداد۔ مدرسہ کی شان اور سلسلہ کی اغراض کے لحاظ سے یہ تعداد بہت قلیل ہے۔ ہماری طرف سے خواہ کچھ ہی وجوہات ہوں۔ غفلت اور لاپرواہی ضرور ہوتی ہے اس کے ہم سب احمدی جوابدہ ہونگے۔ اگر اسوقت توجہ نہ کی گئی۔ اور اپنے بچوں کو مرکزی درسگاہوں میں تعلیم و تربیت کے لئے نہ بھیجا گیا۔ پس اس کا تدارک فی الفور کیا جانا ضروری ہے۔ نیا سال جو اپریل میں شروع ہو گا۔ کم از کم پانسو احمدی بچوں کا استقبال کرے۔

میں اس پروگرام کی نقل درج کرتا ہوں۔ جس کے مطابق ہائی سکول کے یعنی پانچویں سے دسویں جماعت تک کے طالب علموں کو یکجائی طور پر حاضری مدرسہ کے بعد سینئر اساتذہ صاحبان باری باری اخلاقی تعلیم دس منٹ کے لئے دیتے ہیں:-

۱۔ ماسٹر نذیر احمد خان صاحب (منشی فاضل) اس سکول میں تعلیم حاصل کر کے ہمارے مقاصد۔
۲۔ ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم۔ ٹرینڈ ایس وی احمدی نوجوانوں کے فرائض۔
۳۔ چودہری فضل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس اسلامی شعار کی پابندی۔
۴۔ ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب بی اے۔ ایس اے وی۔ سچے مذہب کی اخلاقی تعلیم۔
۵۔ مولوی محمد علی صاحب اظہر۔ ٹرینڈ ایس وی۔ اسوۂ حسنہ۔ تاریخی واقعات
۶۔ مولوی رحمت علی صاحب مولوی فاضل ٹرینڈ اخلاق فاضلہ
۷۔ مولوی محمد جی صاحب مولوی فاضل ٹرینڈ دینی مسائل تعلیم و عمل۔
۸۔ ماسٹر نور الٰہی صاحب ڈرائنگ ماسٹر۔ خلاصہ تعلیم از کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔
۹۔ منشی علی محمد صاحب مسلم ٹرینڈ ایس وی۔ اخلاق تمدن کے متعلق
۱۰۔ ماسٹر علی محمد صاحب بی اے۔ بی ٹی سکاوٹنگ اور ورزش
۱۱۔ قاضی عبد اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر۔ تعلیمی فرائض۔ عام اخلاق آداب وغیرہ۔

خونی مہدی کے منتظر مولوی جواب دیں

شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی اپنے رسالہ علاماتِ قیامت جسکا ترجمہ مولوی نور محمد صاحب نے شائع کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

"قیامت کی علامتوں میں سے سب سے پہلی علامت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک باسعود اور وفات ہے۔ کیونکہ آپ کے پیدا ہونے کے بعد کمالات میں سے سب سے بہترین کمال جو نبوت و رسالت ہے دنیا سے منقطع ہوا۔ اور آپ کی وفات حسرت آیات کی وجہ سے آسمانی وحی اور خبر کا سلسلہ دنیا سے موقوف ہوا"۔

پھر صفحہ ۱۲ پر لکھتے ہیں۔

بعد ازاں حضرت امام مہدی کا وصال ہو جائیگا حضرت عیسیٰ آپ کے جنازے کی نماز پڑھا کر دفن فرمائینگے۔ اس کے بعد تمام چھوٹے بڑے انتظامات حضرت عیسیٰ کے ہاتھ میں آجائیں گے۔ تمام مخلوق نہایت امن و امان کیساتھ زندگی بسر کرتی ہوگی۔ کہ خدا کی طرف سے آپ پر وحی نازل ہوگی۔ کہ میں اپنے بندوں میں سے ایسے طاقتور بندوں کو ظاہر کرنے والا ہوں کہ کسی شخص کو ان کے مقابلہ کی تاب نہ ہوگی پس میرے خالص بندوں کو کوہ طور پر لیجا تاکہ وہاں پناہ گزین ہو جائیں"۔

اب جملہ مولویان اہل حدیث خصوصاً امرتسری اور دیگر خیالی مہدی کے ماننے والوں سے سوال ہے۔

۱۔ ان کے سند المحدثین کا دونوں میں سے کونسا قول درست ہے۔ آیا یہ کہ "رسول کریم کی وفات کے بعد آسمانی وحی اور خبر کا سلسلہ دنیا سے موقوف ہوا۔ یا یہ کہ "خدا کی طرف سے حضرت عیسیٰ پر وحی نازل ہوگی کہ میں اپنے بندوں میں سے ایسے طاقتور بندوں کو ظاہر کرنے والا ہوں"۔ وغیرہ

۲۔ آپکے پیدا ہونے کے بعد کمالات میں سے سب سے بہترین کمال جو نبوت و رسالت ہے دنیا سے منقطع ہوا۔ کیا آپ رحمت للعالمین تھے یا دنیا کے لئے زحمت جو آپ کے پیدا ہونے سے اعلیٰ کمال و نعمت دنیا سے اٹھ گئی۔

۳۔ آپ کی وفات کی وجہ سے آسمانی وحی اور خبر کا سلسلہ دنیا سے موقوف ہوا کیا آپ کی حیات دنیا کیلئے موجب رحمت نہیں تھی۔ ضرور تھی۔ پھر آپ کو کیوں زندہ نہ رکھا گیا تاکہ سلسلہ خبر و وحی آسمانی جاری رہتا۔ حالانکہ بقول آپ لوگوں کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بجسد عنصری ۱۹۰۰ سال سے آسمان پر زندہ رکھا ہوا ہے۔ جن کی حیات سے دنیا کا ایک حصہ مشرک ہو گیا۔ کیا اللہ تعالیٰ شرک پھیلنا پسند کرتا ہے۔ کیونکہ وہ جس کی حیات سے توحید پھیلی تھی اسکو تو وفات دیدی۔ اور جس کی حیات سے دنیا مشرک بن رہی ہے۔ اس کو زندہ رکھ چھوڑا ہے"۔

۴۔ کیا اللہ تعالیٰ نے رسول کریم کی موت کی وجہ سے بولنا بند کر دیا۔ یا تم میں سے کوئی اس لائق نہ رہا یا قیامت تک نہ ہوگا۔ کہ اس سے کلام کرے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ غیر احمدی مولوی صاحبان ان سوالات کے جواب کی طرف توجہ فرمائینگے۔

خاکسار عبد الحکیم احمدی سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ انبالہ چھاؤنی

احمدیہ مسجد برلن کیلئے احمدی خواتین کا چندہ

مسجد برلن کے چندے کی تحریک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے صرف احمدی خواتین کے ہی حلقے میں محدود فرما کر ان پر ایک خاص احسان فرمایا ہے۔ اور میرے خیال میں یہ پہلا ہی کام ہے۔ جو کہ صرف احمدی خواتین کے سپرد کیا گیا ہے۔ یا یوں سمجھیں کہ اس سے ان کے دینی جوش اور اخلاص کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ مگر آپ یقین رکھیں کہ خدا کے فضل سے ہماری احمدی بہنیں ضرور ہی مردوں سے قدم آگے ہی رکھینگی۔ عورتوں کے علاوہ خورد سال بچیوں میں بھی اس کار خیر میں حصہ لینے کا ایک خاص جوش ہے۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی قوت قدسی خدا کے فضل سے اسقدر بڑھی ہوئی ہے کہ اس کا پرتوہ دور تک بجلی کی طرح کوندتا ہوا چلا جاتا۔ اور نیک اور پاک دلوں پر اثر کر کے عملی جامہ پہنا رہا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ دنیا کے کونوں سے اس نیک تحریک پر کس قدر جوش سے لبیک کا نعرہ بلند ہوتا ہے۔ میں آپ کو صرف اپنی چار دیواری کا حال سناتا ہوں۔ حضرت صاحب کے ارشاد کی تعمیل کے ماتحت میں نے اخبار الحکم۔ الفضل اور حضرت صاحب کا اشتہار جو چندے کیلئے شائع ہوا۔ اپنی بیوی اور چاروں لڑکیوں کو جمع کر کے باقاعدہ سناتا رہا ہوں۔ اور پھر ان کو ہی پڑھنے کے واسطے دیدیتا رہا ہوں آخر کل میں نے ان سب کو جمع کر کے چندے کے واسطے فہرست کھولی۔ تو مندرجہ ذیل چندہ ہوا۔

۱۔ میری بیوی جمیلہ خاتون نے جس کا کل سرمایہ تین صد روپیہ ہے۔ ایک سو روپیہ چندہ دیا۔

۲۔ بڑی لڑکی عزیزہ صفیہ بیگم نے جسکا کل سرمایہ ۵۰ روپیہ ہے۔ تیس روپیہ چندہ دیا۔

۳۔ اس سے چھوٹی لڑکی عزیزہ آمنہ بیگم نے جس کا کل سرمایہ ۲۰ روپیہ ہے آٹھ روپیہ چندہ دیا۔

۴۔ اس سے چھوٹی عزیزہ محمودہ بیگم نے جس کا کل سرمایہ دس روپیہ ہے پانچ روپیہ چندہ دیا۔

۵۔ سب سے چھوٹی عزیزہ مبارکہ بیگم نے جس کے پاس صرف پانچ روپے تھے۔ پانچ ہی روپیہ چندہ میں دیا۔ لڑکیوں کی عمریں علی الترتیب ۱۴-۱۲-۹-۷ سال کی ہیں۔ اور انہوں نے اپنے یہ روپے رشتہ سے عیدیں یا اور کسی خوشی کے موقعہ پر جو ان کو ملتے رہے۔ جمع کئے ہوئے تھے۔

زیور بنوانے سے مجھے طبعاً نفرت ہے۔ چنانچہ آج تک میں نے خود اپنی بیوی یا لڑکیوں کو ایک انگوٹھی بھی بنوا کر نہیں دی۔ لڑکیوں کے زیور کے تو میں اس لئے برخلاف ہوں۔ کہ اسمیں زیور ضائع ہونے کے علاوہ جان کا بھی خطرہ ہوتا ہے۔ اور بیوی میری نے میرے مزاج کو ہی دیکھکر کبھی زیور کے لئے مجھے تنگ ہی نہیں کیا۔ مگر عمر بھر میں آج یہ پہلا موقعہ ہے کہ مجھے ان کو زیور نہ بنوا دینے کا افسوس ہوا۔ کیونکہ اگر ان کے پاس زیور ہوتا تو ضرور ہی حضرت صاحب کے حکم کی تعمیل میں یہ اتار اتار کر چندے میں دیدیتی۔ امید ہے کہ ہر ایک احمدی بھائی

اپنی چھوٹی لڑکیوں - بہنوں - بھانجیوں بھتیجیوں و دیگر احمدی رشتہ دار چھوٹی بچیوں سے بھی چندہ وصول کر کے ان کو اس کار خیر میں شامل کریں گے - اور جو کچھ بھی وہ اخلاص سے چاندی کی تار - انگوٹھی - بالی - روپیہ یا پیسہ چندہ میں دیں - اس کو بخوشی قبول کریں گے - کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو ایک جگہ دھیلے کا لفظ بھی لکھا ہے - جو کہ نصف پیسہ ہوتا ہے اور پھر فرمایا ہے - کہ

لطف کن مارا نظر بر اندک و بسیار نیست

غرضکہ خورد سال بچیوں کو اس تحریک سے محروم نہ رکھا جائے کیونکہ آئندہ نسل نے ان کی ہی گودوں میں پرورش پانی ہے - میرا ارادہ ہے کہ کچھ دنوں کے بعد اپنے پاس سے چھوٹی لڑکیوں کا روپیہ پورا کر دوں - جتنا کہ انہوں نے چندہ میں دیا ہے - تاکہ ان کا دل بڑھے - اور دوبارہ کسی نیک تحریک میں شامل ہونے کے واسطے ان کے پاس کچھ سرمایہ بھی ہو -

ہاں عزیزہ امۃ الحفیظ (اہلیہ سید محمد یوسف صاحب) بھی میری ہی چار دیواری کے اندر رہتی ہے - اس نے چار روپے نقد ادا کر دیئے ہیں - اور سولہ روپیہ کا وعدہ کیا ہے - اللہ تعالیٰ ان سب کے مالوں میں برکت اور اخلاص میں ترقی دے - عام ۵ روپیہ کا منی آرڈر ناظر صاحب بیت المال کی خدمت میں آج روانہ کر دیا ہے - والسلام

عاجز سید غلام حسین احمدی کیٹل فارم حصار

بدکار عورتوں کو جمع کرا دالے حضرات صوفیاء کرام ہیں

وکیل امرتسر لکھتا ہے :- "حضرات صوفیاء کرام حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح کی درگاہ میں داخل ہو کر باب نشاط کے تھ نہ صرف نشست برخاست برداشت رکھتے ہیں - اور نہ صرف ان کو رقص و سرود کی اجازت دیتے ہیں - بلکہ اگر ہماری اطلاع واقعیت پر مبنی ہے تو ان حضرات میں بعض خود ان کو وہاں آنے کی دعوت دیتے اور ان کیلئے خاص انتظام کرتے ہیں"

جب شریعت اسلام کی روحانیت کے محافظوں کا یہ حال ہو کہ وہ خود طوائف کو رقص و سرود کیلئے جمع کرتے ہیں تو پھر ان کے مریدوں کے کیا کہنے

اشتہارات

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ وار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل ایڈیٹر

انجنیرنگ سکول ۱۲/۴

لدھیانہ سے پشاور میں آ کر کالج بن گیا

جنوری ۱۹۲۳ء سے اس درسگاہ کو باجازت لوکل گورنمنٹ لدھیانہ سے پشاور میں منتقل کیا گیا - بہت سے انجنیر دانے کالج ہذا کا معائنہ فرما کر تحریر فرمایا - کہ یہ کالج ہر طرح سے گورنمنٹ کی سرپرستی کا مستحق ہے - چنانچہ جناب چیف کمشنر صاحب بہادر نے ماسوائے مالی امداد کے ہر قسم کی امداد کا وعدہ فرمایا جناب ڈائرکٹر صاحب بہادر ملٹری ورکس آف انڈیا نے کالج ہذا کا معائنہ فرما کر تحریر فرمایا کہ اس کالج کے طلباء ملٹری ورکس ڈیپارٹمنٹ کے لئے نہایت عمدہ ہیں - کالج کی ورکشاپ میں طلباء کو مفت کام سکھایا جاتا ہے بسال گذشتہ میں ایک سو طلباء اوورسیر و سب اوورسیر کلاس میں داخل ہوئے تھے - کالج کا اسٹاف نہایت قابل اور تجربہ کار مقرر کیا گیا ہے - ملازم شدہ طلباء کی فہرست اور فیسروں کے معائنے کی نقلوں اور پراسپکٹس سب انجنیر اوورسیر و سب اوورسیر کی مکمل کتاب ایک آنہ آنے پر مفت بھیجی جاتی ہے -

سکرٹری سول انجنیرنگ کالج پشاور

سال نو کی نئی کتابیں

عربی بول چال مصنفہ حضرت مسیح موعودؑ - تقریر سیالکوٹ مصنفہ خلیفۃ المسیح ثانیؓ - احمدی جنتری ۱۹۲۳ء اس کا یہ چھٹا سال ہے - خاتم النبیین کی شان کا اظہار اور قصہ رام دئی ار تتمہ اکمل حصہ ششم ار گلدستہ احمدیہ حصہ سوم کلام محمود حصہ دوم تعلیم المہدی - ایک غلطی کا ازالہ ار نقشہ وفات مسیح ۳ ار ۴ قسم کے بالکل نئے نئے قطعات پوراسٹ ۸ ر پیتہ :- حافظ مبین الحق محمد یامین تاجران قادیان

اشتہار فروخت زمین

واقعہ قصبہ قادیان متصل دارالضعفاء و دیگر آبادی جدید نمبر خسرہ ۱۸۲۷ تعدادی رقبہ چھ کنال بارہ مرلہ میری ملکیت ہے - یہ رقبہ گویا عین آبادی میں واقعہ ہے - میں اسکو بازاری قیمت پر فروخت کرنا چاہتا ہوں لہٰذا اشتہار دیا جاتا ہے کہ جو صاحب آبادی کے واسطے اس رقبہ میں سے خریدنا چاہیں وہ میرے ایجنٹ منشی خیر الدین وثیقہ نویس سے زبانی یا تحریری بات چیت کر لیں - آخیر فیصلہ قیمت کا میں خود کروں گا - (خان بہادر) مرزا سلطان احمد قادیان

موتیوں کا سرمہ

شاہی حکیم حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول جو کہ علم طب کے بادشاہ تھے "یہ موتیوں کا سرمہ" آپ کا مجرب اور آپ سفر و حضر میں اس سرمہ کا استعمال رکھتے تھے - خارش آنکھ خشک و تر - ضعف بصر - پھولا - ککرے - پانی بہنا - سفیدی چشم - دھند - جالا - پڑبال - بیل - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - غرضکہ آنکھ کی جملہ بیماریوں کیلئے اکسیر ہے چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی استعمال کی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کیلئے یکساں مفید ہے - اگر حسب ترکیب ایک ہفتہ کے لگاتار استعمال سے کسی صاحب کو کچھ فائدہ نہ ہو تو حلفیہ شہادت پر سرمہ واپس لیکر قیمت لوٹا دی جائیگی اس لئے کہ امیر و غریب اس تحفہ بے بہا سے یکساں فائدہ اٹھا سکیں - قیمت صرف عہ فی تولہ علاوہ محصولڈاک یہ ایک تولہ سال بھر کے لئے کافی ہے - ملنے کا پتہ

مینجر کارخانہ اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور

سب جماعتیں زیور مسجد برلن فروخت کر کے روپیہ ارسال کریں

اس سے پیشتر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے شائع فرمایا تھا کہ احباب مسجد برلن کا زیور مضبوط [illegible] بند کر کے اور ہمراہ ایک جامع مکمل فہرست جلد دفتر ناظر بیت المال قادیان کے پتہ سے ارسال کریں۔ مگر اب حسب منشاء حضور یہ اطلاع سب جماعتوں کے لئے شائع کی جاتی ہے کہ چندہ میں جو زیورات آئیں ان کی فروخت کی اجازت مقامی انجمنوں کو مندرجہ ذیل شرائط پر دی جاتی ہے

(۱) ہر ایک زیور جس کی طرف سے ملا ہے اس کے نام کے آگے وہ زیور اور اس کی جو قیمت لگی ہو وہ لکھ کر فہرست بنائی جائے۔ یعنی ہر زیور کی قیمت معلوم ہونی چاہیئے۔ اکٹھا فروخت نہ ہو۔ تا یہ معلوم کرنا کہ کس کی طرف سے کیا رقم ملی ہے مشکل نہ ہو۔

(۲) زیور کی فروخت کا انتظام امیر جماعت یا پریزیڈنٹ جمعیت سکرٹری یا محاسب اور دو تین دوسرے منتخب شدہ ممبروں کے کریں (یہ ممبر وہاں کی کمیٹی سے اس غرض کے لئے چن لیں) تاکہ کسی کو اعتراض نہ ہو کہ زیور سستا فروخت کر دیا گیا ہے اور چاہیئے کہ یہ لوگ کاغذ پر دستخط کریں کہ ہم نے اس کی نسبت پورا پورا اطمینان کر لیا ہے کہ ارزاں فروخت نہیں ہوا۔

عبدالمغنی۔ ناظر بیت المال قادیان

ہر ماہ کی بیس تاریخ یاد رہے

پیشتر ہدایات چندہ میں مجھے نوٹس شائع کیا تھا کہ ہر ایک جماعت کے سکرٹری صاحبان ہر ماہ کی ۲۰ تاریخ تک جس قدر بھی چندہ وغیرہ ان کے پاس ہو وہ میرے دفتر میں پہنچا دیا کریں۔ لیکن مجھے دیکھا ہے کہ بعض بڑی جماعتوں کی طرف سے بھی اس تحریر پر عمل نہیں کیا گیا بلکہ انہوں نے توجہ بھی نہیں کی ہے۔ اس واسطے میں اس ہفتہ میں جماعتوں کے عہدہ داروں سے جواب طلب کر رہا ہوں۔ بس ایسے عہدہ دار صاحب اطلاع دیں کہ کیوں وقت پر چندہ نہیں آیا۔ اور آئندہ کے واسطے مجھے یاددہانی کرانے کی ضرورت نہ آنے دیں۔

عبدالمغنی۔ ناظر بیت المال۔ قادیان

ہندوستان کی خبریں

زمیندار کے منی آرڈر معلوم ہوا ہے کہ سٹراٹس مونگر نے ڈاک خانے میں درخواست دے کر زمیندار کے منی آرڈر بھی قرق کرائے ہیں۔ اور ان سے ڈگری کا روپیہ پورا کرنا چاہتے ہیں۔

گیا میں زبردست چوری کلکتہ ۲۳ فروری گیا میں چوری کا ایک بہت بڑا واقعہ پیش آیا۔ رائے بہادر کاشی ناتھ سنگھ رکن مجلس قوانین بہار کا تقریباً ۱۲ لاکھ روپیہ کا زر نقد اور زیور چوری ہو گیا۔ جو زیور چوری گیا۔ اس کی قیمت ۶ لاکھ روپیہ تھی۔ باقی جس قدر رقم تھی وہ سب زر نقد اور نوٹوں کی شکل میں تھی چوری ۱۸ فروری کی شب کو ہوئی۔

ملازمین جنگ کیساتھ رعایت لندن ۲۳ فروری۔ وزیر ہند باجلاس کونسل نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ہندوستانی فوج اور انڈین میڈیکل سروس کے وہ اعلیٰ اور ادنیٰ افسر جو ہندوستان کے اندر دوران جنگ میں فوجی خدمات بجا لاتے ہوئے بیکار ہو گئے ہیں۔ انہیں وہی حقوق حاصل ہوں گے جو انگریزی فوجوں کے انگریز افسروں کو حاصل ہوتے ہیں۔ نیز جو لوگ جنگ میں مارے گئے ہیں ان کے متعلقین کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائیگا۔ جو انگریزوں کے ساتھ ایسی صورتوں میں روا رکھا جاتا ہے۔ اس قسم کی رعایات کے ماتحت جو انعامات دئے جائیں گے وہ صرف یکم اپریل ۱۹۲۱ء سے شامل کئے جائیں گے۔

شرائط تسلیم دہلی ۲۴ فروری۔ عبدالحی محسود ولی نے ۲۲ رفقاء کو جنرل میتھیسن سے بمقام میکن ملاقات کی اور انہوں نے ہماری شرائط کو پورے طور پر قبول کر لیا۔

شراب کی فروخت بند کر دی گئی لاہور ۲۴ فروری۔ بلدیہ کی جنرل کمیٹی نے پبلک ہیلتھ سب کمیٹی سے اتفاق رائے کرتے ہوئے گورنمنٹ کو رپورٹ کی ہے۔ کہ حدود بلدیہ کے اندر شراب فروخت کرنے کی کلی ممانعت کر دی جائے۔

غیر ممالک کی خبریں

تبلیغ انگلستان مولوی محمد الدین صاحب بی۔اے مبلغ امریکہ لکھتے ہیں۔ عاجز بخیریت تمام لندن پہنچ گیا۔ عدن سے آگے جدہ تک تو ٹھیک موسم رہا تھا کہ انسان بڑی اچھی طرح بسر کر سکتا تھا لیکن اس کے بعد سخت سردی شروع ہو گئی۔ جماعت بمبئی نے میری بہت خدمت کی جس کا میں بہت ہی مشکور ہوں۔ ۲۳ کو جہاز روانہ ہوا۔ ۲۷ کی صبح کو مارسیلز پہنچا۔ ۲۸ کی شام کو میں لندن پہنچ گیا۔ راستہ میں ایک بہت بڑا لیڈر یہودی تھا۔ اس سے بحث ہوتی رہی۔ اور ایک اور سعید پنجابی طالب علم تھا اس سے سلسلہ احمدیہ کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ ایک اور سوداگر جنوبی افریقہ کا تھا وہ بھی گہری دلچسپی لیتا رہا۔ ایک شخص پنجاب کے پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ سے پنشن پر انگلینڈ واپس جا رہے تھے۔ ان کو سلسلہ کے حالات سے بڑی واقفیت تھی راستہ میں انہوں نے ہر طرح سے امداد کی۔ اور اپنی سوسائٹی میں سلسلہ کی بہت تعریف کرتے رہے۔

مجلس ملی عظمیٰ انگورا کی طرف سے آخری یادداشت قسطنطنیہ ۲۴ فروری۔ انگورا کا ایک پیغام مظہر ہے کہ مجلس نمائندگان نے شب گذشتہ کو معاہدہ لوزان کے متعلق تجاویز متفقہ طور پر تیار کر لی ہیں اور انہیں کل مجلس ملی عظمیٰ کے حوالے کرنے کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ امید کی جا رہی ہے۔ کہ دوشنبہ تک بحث و تمحیص ختم ہو جائے گی۔ اس کے بعد دول کو ایک یادداشت ارسال کی جائے گی۔

ڈبلن میں گولی چل گئی لندن ۲۴ فروری۔ گذشتہ شام کو ڈبلن میں بہت گولی چلی۔ ڈاکخانوں پر حملے ہوئے۔ ایک افسر اور ایک عورت مقتول ہوئے۔

بیٹھے بیٹھے جان نکل گئی لندن ۲۴ فروری۔ مہاراجہ رانا جھالاوار رائل انسٹیٹیوشن میں ایک لیکچر کے دوران میں یکایک جاں بحق ہو گئے۔

امریکہ کا گانا انگلستان میں امریکہ کی ایک گویا عورت

(باہتمام شیخ محمد احمد صاحب قادیانی پرنٹر پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کیلئے شائع ہوا)